ڈاکٹر رابعہ سرفراز
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

ایڈورڈ سعید کے تنقیدی نظریات کا تجزیاتی مطالعہ
(اسلام، مغرب اور مغربی میڈیا کے خصوصی حوالے سے)

Dr. Rabia Sarfaraz
Asstt. Professor, Department of Urdu, G C University, Faislabad.

Analytical Study of Edward Said's Critical Concepts with Reference to Islam, West and Western Media

Edward W. Said is one of the great critics who presented the real and clear picture of western especially American media's attitude towards Islam. He admits that western knowledge about Islam is not based on reality. Media presents Muslims and Arabs as oil suppliers or terrorists. It has already decided what should west know about Islam and what should not. Islam and the Muslims as faith community have been stereotyped uncivilized and uncultured. He believes that if media reports about the west and America in the same way as it present Islam, no one can bear it. These reports and programmes are not only for common people but also for governments and political persons and parties to make and develop their policies. This article is an analytical study of Edward W. Said's views about Islam, West and Western Media.

ایڈورڈ سعید ۱۹۳۵ء میں بیت المقدس میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق فلسطین کے ایک عیسائی گھرانے سے تھا۔ فلسطین کا تنازع شروع ہُوا تو ان کے والد اپنے خاندان کے ساتھ قاہرہ منتقل ہو گئے۔ ایڈورڈ نے اپنی ابتدائی تعلیم بیت المقدس اور قاہرہ میں جبکہ اعلیٰ تعلیم امریکہ میں حاصل کی۔ وہ نیویارک کی کولمبیا یونیورسٹی میں پروفیسر کے فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ بے شمار امریکی یونیورسٹیوں میں مہمان پروفیسر کے طور پر بھی لیکچر دیتے رہے۔ وہ یورپ، ایشیا اور مشرقِ وسطیٰ کے متعدد اخباروں میں لکھتے تھے۔ انھوں نے فلسطینی ریاست کے قیام اور اسرائیل میں فلسطینیوں کے لیے برابری کے حقوق پر زور دیا۔

انھوں نے ۱۹۶۹ء میں فلسطین کے حوالے سے پہلا مضمون لکھا جس میں فلسطینیوں کا بھرپور دفاع کیا گیا۔ ایڈورڈ نے بائیس

کتب لکھیں جن کا دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہُوا۔مغربی خصوصاً امریکی میڈیا کے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سخت رویے کو تاریخ‘ ثقافت اور ہر حوالے سے غلط قرار دیتے ہوئے ایڈورڈ نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ میڈیا کے اس منفی رویے نے عوام کے ذہنوں میں اسلام اور مسلمانوں کی منفی تصویر اُجاگر کی ہے ۔انھوں نے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف مغرب کی مبالغہ آمیزی‘ نہ تبدیل ہونے والی سوچ اور گہری دشمنی کا ذکر کرتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ مغرب کے نزدیک اسلام ہائی جیکنگ اور دہشت گردی کا دوسرا نام ہے ۔اسی طرح دنیا بھر کے مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ بات گھر کرگئی ہے کہ مغرب اور خصوصاً عیسائی قوتیں اسلام کے خلاف طویل جنگ کی منصوبہ بندی کررہی ہیں۔مغرب اور مسلمانوں کی اسی سوچ نے دونوں کی دشمنی کو گہرا کردیا ہے۔ ایسے میں ہر ذی شعور کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ اسرائیل نے بھی تو مسلم علاقوں پر قبضہ کیا ہے اور کچھ عرب مسلم علاقوں کو اپنے ملک میں زبردستی شامل بھی کیا ہے۔ پھر مغربی قوتیں اسے اس بات کی سزا کیوں نہیں دیتیں؟ آخر مسلم ممالک اور مسلم عوام ہی کیوں حقارت اور غیر متوازن وحشیانہ جارحیت کا نشانہ بنتے ہیں۔آج صورتِ حال اتنی خراب ہوچکی ہے کہ مغرب خصوصاً امریکیوں کی اکثریت اسلام کو فساد کا دوسرا نام کہتی ہے ۔

ایڈورڈ کی رائے میں مغربی مفکرین نے مشرق‘مشرقِ وسطیٰ اور مسلمانوں کی تہذیبوں کا مطالعہ خالصتاً سیاسی مقاصد کے پیشِ نظر کیا ہے ۔وہ لکھتا ہے:

> "I doubt that it is controversial, for example,to say that an Englishman in India or Egypt in the later nineteenth century took an interest in those countries which was never far from their status in his mind as British Colonies.To say this may seem quite different from saying that all academic knowledge about India and Egypt is somehow tinged and impressed with,violated by ,the gross political fact."[1]

مشرق سے متعلق مغرب کے علم کے حوالے سے ایڈورڈ سعید بلا تامل کہتا ہے کہ یہ علم حقائق پر مبنی نہیں ہے بلکہ پہلے سے قائم شدہ اس نظریے کے حوالے سے ہے کہ مشرقی معاشرے مغربی معاشروں سے متضاد اور بنیادی طور پر ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔اسی نظریے نے مشرق کو مغرب کے لیے غیر مہذب بنادیا ہے۔مشرق کو مغربی تہذیب کے مقابلے میں منفی حوالے سے پیش کیا گیا ہے ۔ایڈورڈ نے طاقت اور علم کے مابین تعلق پر کھل کر بحث کی ہے اور مشرقِ وسطیٰ‘افریقہ اور ایشیا کی تاریخ اور تہذیب کے حوالے سے مغربی رویوں کا بھرپور تجزیہ کیا ہے ۔وہ واضح کرتا ہے کہ مغربی میڈیا مسلمانوں اور عربوں کو تیل سپلائی کرنے والے اور دہشت گردوں کے طور پر پیش کرتا ہے اور ان کی زندگی اور جذبات کے حوالے سے بہت کم معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔اسلامی دنیا

سے متعلق محدود اور اصلیت سے دور خاکے پیش کیے جاتے ہیں۔ایڈورڈ سعید اپنے مضمون Islam Through Western Eyes میں لکھتا ہے:

"Very little of the detail, the human density,the passion of Arab-Moslem life has entered the awareness of even those people whose profession it is to report the Arab World."[۲]

ایڈورڈ مغربی میڈیا کے کردار پر کڑی تنقید کرتا ہے کہ مغربی میڈیا ہی اس چیز کا تعین کرتا ہے کہ کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ اور یہ کہ میڈیا نے نہایت محدود انداز میں اس امر کا تعین کر رکھا ہے کہ اسلام کے بارے میں مغرب کو کیا جاننا چاہیے اور کیا نہیں۔یہ میڈیا اسلام کو خواتین کے حجاب،قتل پر پھانسی کی سزا،مذہب کے خلاف کتب جلانے کے غیر علمی عمل،شراب اور جوئے پر پابندی اور شادی سے قبل اور بعد کے جنسی معاملات کے اظہار پر پابندی کے حوالے سے پیش کرتا ہے۔الجیریا،لبنان اور مصر کو شدت پسند،پاکستان،سعودی عرب اور سوڈان کو پس ماندہ ذہنیت اور تنگ نظری،فلسطین،کشمیر اور انڈونیشیا کو عالمی تنازعات کا سبب بننے اور ترکی اور ایران کو انتہائی خطرناک اسلامی ممالک کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ایڈورڈ نے نشاندہی کی ہے کہ مغربی میڈیا نہیں چاہتا کہ عوام کو پتا چلے کہ اسلام میں مرد اور عورت برابر ہیں۔اسلام جرائم اور ان کی وجوہات کے تدارک کے سلسلے میں بہت سخت ہے۔یہ علم اور بہتری کا مذہب ہے جو انسان کی اخلاقی تربیت پر زور دیتا ہے اور بھائی چارے اور اتحاد جیسے مضبوط تہذیبی اصولوں کی تعلیم دیتا ہے۔معاشرتی طور پر اسلام عدل اور انصاف کا درس دیتا ہے اور روحانی طور پر ایک مکمل عملی مذہب ہے۔وہ کہتا ہے کہ مغربی میڈیا آزادیٔ خیالات،جمہوریت اور ترقی کے نام پر اسلام کے خلاف جھوٹا پراپیگنڈا کر رہا ہے۔اس کے ذہن پر ''بنیاد پرستی'' کا غلبہ ہے مگر وہ یہ نہیں جانتا کہ بنیاد پرستی کا اسلام کی نسبت عیسائیت،یہودیت اور ہندومت سے زیادہ گہرا تعلق ہے۔ایڈورڈ لکھتا ہے:

"Thus one thing about "terrorism" is the imbalance in its perception,and the imbalance in its perpetration.One could mention ,for example, that in every instance when Israeli hostages were used to try to gain the release of Palestinians held in Israeli jails,it was always the Israeli forces who offered fire first, knowingly causing a bloodbath.But even to cite figures and make explanations is not enough-for the record of hostility between Jew and Arab, between Palestinians and Zionist Jews,between Palestinians and the rest of mankind(or so it would

seem) between Jews and the West, is a chilling one."[۳]

ایڈورڈ سعید نے اسرائیل اور امریکہ کے ارادوں اور منصوبوں کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ یہ سوال بھی اٹھایا ہے کہ عرب ممالک فلسطینیوں کے حوالے سے کیا کر رہے ہیں؟فلسطین کے حوالے سے ان کا ایک اور سوال بہت اہمیت کا حامل ہے کہ یہودی اور امریکی فلسطینیوں کے بارے میں کیا سوچ اور کر رہے ہیں اور کن اخلاقی اور سیاسی معیارات کے تحت فلسطینیوں سے یہ تقاضا کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے قومی تشخص سے دستبردار ہو جائیں اور اپنی زمین اور انسانی حقوق کو فراموش کر دیں۔فلسطین کے حوالے سے یہ تمام مسائل نہایت پیچیدہ ہیں اور ان کے پس منظر میں بڑی طاقت کی سیاست شامل ہے ۔علاقائی جھگڑوں اور نظریاتی مسائل کا شعور ہی دراصل فلسطینی تحریک کی بنیاد ہے۔ایڈورڈ کے بقول:

"According to the most precise calculation get made,approximately 780,000 Arab Palastinians were disapossessed and displaced in 1948 in order to facilitate the reconstruction and rebuilding of Palestine.These are the Palestinian refugees who now number well over two million."[۴]

ایڈورڈ نے مغربی میڈیا کے شعوری طور پر اسلام میں بنیاد پرستی کے تصور کے فروغ کی کاوشوں کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔اس کا کہنا ہے کہ اس طرزِ عمل کے نتیجے میں مغرب کے ذہن میں اسلام کا تصور محدود ہو گیا ہے اور مسلمانوں کے ایمان،اسلام کے بانی اور اسلام اور مسلمانوں کے متعلق ایک منفی سوچ پیدا ہوگئی ہے ۔اسلام کے حوالے سے تشدد،پسماندگی،رجعت پسندی اور دہشت گردی کی اصطلاحات کی تکرار اس لیے کی جاتی ہے کہ تا کہ یہ عوام کے ذہنوں سے محو نہ ہو سکیں۔جس قسم کی باتیں دنیا کے کسی اور مذہب،ثقافت یا عوام کے بارے میں نہیں کی جاتیں،مغربی میڈیا اسلام کو بلا تامل ان کا نشانہ بناتا ہے ۔اسلام کے متعلق یہ طرزِ عمل نہایت غیر ذمہ دارانہ فعل ہے ۔ایڈورڈ،مغربی ناقدین کی کم علمی کی نشاندہی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ اپنی کم علمی کو چھپانے کے لیے اسلام اور اس کے اندر موجود علم و حکمت کو بیمار ذہنیت کا شاخسانہ بنا کے پیش کرتے ہیں ۔مغرب کی نظر میں اسلام اور بنیاد پرستی ہر اس چیز کے برابر ہے جس سے مغرب کو اسی طرح مقابلہ کرنا ہے جیسے سرد جنگ کے ایام میں کیمونزم سے کیا گیا تھا۔ایڈورڈ نے مغربی میڈیا کی کج بحثی کے مقابلے میں پروفیسر جان اسپازیٹو(John Esposito) کو ایسی واحد شخصیت قرار دیا ہے جس نے اپنی کتاب''اسلامی خطرہ:خیالی یا حقیقی''The Islamic Threat:Myth or Reality میں معقول اور مدلل انداز میں مغرب کے اس نظریے کو باطل ثابت کیا ہے کہ اسلام ایک خطرہ ہے ۔

اس کی رائے میں مغربی میڈیا اس حقیقت کو نظر انداز کرتا ہے کہ اسلامی گروہوں کی اکثریت امریکہ کی اتحادی یا اس کے زیر کفالت ہے اور یہ کہ امریکہ سعودی عرب،انڈونیشیا،ملائشیا،پاکستان،مصر،مراکش،اردن اور ترکی کی جن حکومتوں کی اعلانیہ حمایت

کررہا ہے وہ اپنے ممالک کے عوام سے کٹی ہوئی ہیں اور حکمران طبقہ اقلیت میں ہے جو مسلم ایجنڈے پر عمل کے بجائے اپنی بقا کے لیے امریکہ کی سرپرستی حاصل کرنے پر مجبور ہے۔امریکہ کی اسی مداخلت کے باعث ان ممالک میں عسکریت پسند سر اٹھارہے ہیں۔کوئی یہ نہیں سوچتا کہ ''اسلام ایک خطرہ ہے'' کی تکرار سے مسلمانوں کی کتنی دل آزاری ہوگی اور اس تکرار سے ہر مسلمان یہ تاثر لے گا کہ اس کے ایمان، ثقافت اور مسلم عوام کو خطرناک قرار دے کر اس کا تعلق بھی واضح طور پر دہشت گردی، بنیاد پرستی اور تشدد کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔

ایڈورڈ نے نشاندہی کی ہے کہ اسرائیل کے حامی ''اسلام ایک خطرہ ہے'' کے تاثر کو اس لیے تسلسل کے ساتھ پھیلا رہے ہیں تاکہ امریکی اور یورپی باشندے اسرائیل کو مظلوم اور مسلمانوں کو ظالم جان لیں۔اسلام کو خطرہ قرار دینے کا مقصد عربوں کے ذہنوں سے اس بات کو دھندلانا بھی ہے کہ اسرائیل اور امریکہ اسلام دشمنی میں کیا کررہے ہیں۔انہی دو ممالک نے مصر، اردن، شام، لیبیا، صومالیہ اور عراق جیسے مسلم ممالک پر بمباری اور زمینی حملے کیے ہیں اور اسرائیل تو اس وقت بھی چار عرب مسلم ممالک کے علاقوں پر قابض ہے اور امریکہ اقوام متحدہ میں اسرائیل کے اس فوجی قبضے کی کھلم کھلا حمایت کرتا ہے۔

ان حقائق کی روشنی میں وہ مسلمانوں پر اس الزام کو بے بنیاد قرار دیتا ہے کہ مسلمان مغرب کی ''جدیدیت'' سے برہم ہیں۔ ایڈورڈ کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کو ان طاقتوں سے شکایت ہے جو اسرائیل اور امریکہ کی طرح آزاد جمہوریت ہونے کی دعویدار ہیں مگر کمزوروں کے ساتھ ان کا سلوک جمہوری اقدار کے منافی اور ذاتی مفاد اور تحقیر پر مبنی ہوتا ہے۔وہ کہتا ہے کہ اگر عراق مسلم ملک نہ ہوتا اور اس نے تیل کی دولت سے مالا مال ایک ایسے ملک پر قبضہ نہ کیا ہوتا جس کے ذخائر امریکہ کے لیے محفوظ ہیں تو اس پر کبھی حملہ نہ ہوتا بلکہ جس طرح امریکہ نے مغربی کنارے اور گولان کی پہاڑیوں پر اسرائیلی قبضے اور مشرقی بیت المقدس کے انضمام کو نظرانداز کیا ہے بالکل ویسے ہی عراقی حملے کو بھی نظرانداز کر دیا جاتا۔وہ لکھتا ہے:

> "Neverthless I believe that even if we donot blame everything that is unhealthy about the Islamic world on the west,we must be able to see the connection between what the west has been saying about Islam and West,reactively,various Muslim socities have done."[۵]

ایڈورڈ سعید کے نزدیک اسلامی معاشرے کے حوالے سے احساسِ کمتری، شخصی آزادی کی عدم موجودگی، انتہاپسندی اور بنیاد پرستی کے نظریات کی غیرحقیقی تصویرکشی نے اسلام اور مسلمانوں کو مغرب کے نزدیک ناپسندیدہ اور گھٹیا چیز بنادیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مغرب نے ہمیشہ اسلام کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کیا ہے۔امریکی میڈیا کے نزدیک اسلام اور عرب ایک ہیں اور ان پر وقفے وقفے سے حملے کیے جاسکتے ہیں۔اسلام سے متعلق مغربی میڈیا کے منفی پرچار کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر آج امریکی یونیورسٹیوں

یا کالجوں میں زیرِ تعلیم امریکی طلبہ سے یہ پوچھا جائے کہ مسلم کسے کہتے ہیں تو ان سب کا متفقہ جواب یہی ہوگا کہ بندوق لہراتا' داڑھی والا متعصب دہشت گرد جس کی زندگی کا مقصد اپنے عظیم دشمن امریکہ کو تباہ کرنا ہے' اسے مسلمان کہتے ہیں۔مغربی میڈیا نے جہاد کے حوالے سے ایسی بے شمار فلمیں بنائی ہیں جن کا انداز سنکی ہے اور جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا بھر میں مسلمان دہشت گرد کہاں کہاں پھیلے ہوئے ہیں ۔ایسی فلموں کا مقصد امریکہ میں جہاد کے خوف کو ابھارنا اور اسے اپنے مفاد کے لیے استعمال کرنا ہے ۔بڑے پیمانے پر ایسی فیچر فلمیں تیار ہو رہی ہیں جن کا مقصد مسلمانوں کو انسانیت کی سطح سے گرا ہوا شیطان ثابت کرنا اور مغرب اور خصوصاً امریکہ کو اتنے جرأت مند اور زبردست ہیرو کے روپ میں پیش کرنا ہے جو ان مسلمانوں کو آسانی سے قتل کر سکتا ہے ۔عرب اور مسلم دہشت گرد کو ایسے ولن کے روپ میں پیش کیا جاتا ہے جس کی چمکدار آنکھوں میں امریکیوں کو قتل کرنے کی خواہش جھلکتی ہے ۔ایسی فلموں میں تمام مسلمانوں کو بلا امتیاز شر انگیز اور متشدد قرار دینے کے ساتھ ساتھ واجب القتل ٹھہرایا جاتا ہے۔

ایڈورڈ سیکولرازم کی دعویدار طاقتوں پر چوٹ کرتا ہے کہ ان کی جدیدیت اور سیکولرازم محض دکھاوا ہے جس کے پردے میں وہ اسلام کو کمتر ثابت کرنے کی مذہبی جنگ لڑتے ہوئے اپنی لاعلمی اور غلط بیانی پر بضد ہیں۔مغرب میں اسلام کے حوالے سے مدلل اور حقیقی خیالات بہت کم نظر آتے ہیں کیونکہ مارکیٹ ایک ایسے اسلام کو پیش کرتی ہے جو غصہ ور اور دوسروں کے لیے خطرہ ہے اور سازشوں کے سہارے پھل پھول رہا ہے۔اسلام کی ایسی تصویر کشی میں مادی فائدے کے ساتھ ساتھ ہیجانی کیفیت بھی پیدا کی جاتی ہے جو لطف لینے کے لیے بھی کی جا سکتی ہے اور غیر ملکی برائی کے خلاف جذبات کو بھڑکانا بھی اس کا مقصد ہو سکتا ہے۔ ایڈورڈ سعید نے رچرڈ بلیٹ (Richard Bulliet) کی کتاب ''اسلام:ایک کنارے سے جائزہ'' Islam:The view from the edge کو ایک غیر معمولی' نفیس اور بہترین کتاب قرار دیا ہے جس میں اسلام کا غیر جانبدارانہ جائزہ لیا گیا ہے مگر انھیں افسوس ہے کہ ایسی ہر کتاب کے مقابلے میں بے شمار کتابیں اور مضامین سامنے آجاتے ہیں جو اسلام اور دہشت گردی کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں۔

اس نے برنارڈ لیوئس کو اسلام کے خلاف ثقافتی جنگ میں سب سے زیادہ سرگرم شخصیت قرار دیا ہے جس کا شمار ان برطانوی مستشرقین میں ہوتا ہے جو اسلام کو عیسائیت اور اپنی آزادانہ روش کے خلاف خطرہ سمجھتے ہیں۔لیوئس نے اپنی تحریروں میں اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ اسلام اس معلوم' مانوس اور قابلِ قبول دنیا کا حصہ ہی نہیں ہے جس میں وہ رہتا ہے۔وہ یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ مسلمان چونکہ مغرب سے تعلق نہیں رکھتے اس لیے وہ اچھے ہو ہی نہیں سکتے ۔ایڈورڈ کے نزدیک لیوئس اپنے اس خیال کے ساتھ اس بری طرح چمٹا ہُوا ہے کہ اسے کچھ اور سجھائی ہی نہیں دیتا۔ایڈورڈ تسلیم کرتا ہے کہ مغرب میں اسلامی خطرے کو جس حد تک بڑھا چڑھا کر پیش کیا جا رہا ہے' خطرہ اتنا نہیں ہے تاہم مسلمانوں سے اسلام کے نام پر جو اپیلیں کی جا رہی ہیں ان میں اسلام کا نام استعمال کر کے امریکہ اسرائیل اتحاد کے خلاف مزاحمت کو بھڑکایا گیا ہے مگر ان کارروائیوں کا اُلٹا اثر یہ ہُوا ہے کہ امن قائم کرنے کی کوششوں ہی سے کاری ضرب لگتی ہے ۔اسلامی دنیا کے اندرونی خلفشار کی موجودگی میں اسلام سے کسی خطرے کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔اگر خودکش حملے اسلام سے خطرے کی علامت ہیں تو پھر یہ کوئی خطرہ نہیں ہے کیونکہ انھوں نے اسرائیل' امریکہ اور مسلم دنیا میں

ان کی حلیف حکومتوں کے ہاتھ مضبوط کرنے کے سوا اور کوئی کام نہیں کیا۔اسلام کی تصویر کو جس مسخ شدہ انداز میں پیش کیا گیا ہے اور اس کے متعلق جتنی غلط فہمیاں پیدا کر دی گئی ہیں اس کے باعث مغرب میں نہ تو اس مذہب کو سمجھنے اور نہ دیکھنے اور نہ ہی سننے کی خواہش باقی رہی ہے۔اسلام کے متعلق الٹی سیدھی باتیں کرنے والے لوگ اناڑی اور علمیت سے عاری تھے اس کے باوجود مغرب میں جو لوگ خبروں سے دلچسپی رکھتے ہیں مغربی میڈیا انھیں سمجھانے کے لیے دہشت گردی کی خبروں کو مسلمانوں اور مساجد کی تصویروں کے ساتھ ایسے جوڑ کر پیش کرتا ہے کہ اسلام دشمنی اور لاعلمی پھیلتی جارہی ہے ۔

امریکی ٹیلی ویژن کے تبصروں کے حوالے سے ایڈورڈ کہتا ہے کہ امریکہ میں ٹیلی ویژن کے تمام بڑے مبصرین اس بات پر زور دیتے ہیں کہ مسلمان اس ملک سے نفرت کرتے ہیں اور جب یہ گفتگو شاعرانہ انداز اختیار کرلیتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ بحرانوں کا ہلال ایک طوفان کی طرح سرسبز وشاداب علاقوں کی طرف بڑھ رہا ہے۔پھر ایسا مجمع دکھایا جاتا ہے جو اللہ اکبر کے نعرے لگاتا ہے اس کے ساتھ ہی یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مجمع کے ایسا کہنے کا مقصد امریکہ سے نفرت کا اظہار ہے ۔جب ایران اور شیعہ کا ذکر ہوتا ہے تو ساتھ ہی تصویر میں ایسے نوجوان دکھائے جاتے ہیں جو ماتم کرتے اور خود کو پیٹ رہے ہوتے ہیں۔اس کے فوراً بعد ایسا پروگرام پیش کیا جاتا ہے جس میں امریکی سکولوں کے صحت مند بچے دکھائے جاتے ہیں جو نہ تو پردہ کرتے ہیں اور نہ ہی سینہ کوبی کرتے ہیں اور ان میں کوئی مولوی بھی نہیں ملتا۔

مشرق اور اسلام سے متعلق امریکی میڈیا کی رپورٹنگ کی خامیوں کے حوالے سے ایڈورڈ کا تجزیہ ہے کہ اگر اسی طرز پر مغربی یورپ کی رپورٹنگ کی جائے تو اسے کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔اخباری صحافی جانتے ہیں کہ ٹیلی ویژن کے نمائندے ہر روز ایسی کہانیاں پیش کر سکتے ہیں جو دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کریں۔چنانچہ وہ قارئین کو اپنی جانب متوجہ کرنے کے طریقے سوچتے ہیں۔یہی کشمکش انھیں حقیقی کوریج اور صحیح رپورٹنگ سے دُور کردیتی ہے ۔ٹیلی ویژن کے پروگرام صرف ان لوگوں کے لیے نہیں ہوتے جو خبریں سننا چاہتے ہیں بلکہ حکومتوں کے لیے بھی ہوتے ہیں اور سیاسی حلقوں کے لیے بھی۔اسی احساس نے امریکہ کے رپورٹروں کو محدود اور مختصر انداز میں سوچنے پر مجبور کیا ہے۔الغرض یورپ اور امریکہ میں عوام کے لیے اسلام ایک ناخوشگوار خبر ہے جس کے متعلق میڈیا' حکومت اور ماہرین سب کی متفقہ رائے یہی ہے کہ اسلام مغرب اور مغربی تہذیب کے لیے خطرہ ہے۔اسلام کا منفی تصور مغرب میں زیادہ پیش کیا گیا ہے اور وہاں جس اسلام کی بات کی جاتی ہے وہ اسلام کی حقیقی شکل وصورت نہیں ہے۔اسلام پر کوئی سنجیدہ ادبی کتاب شائع ہوتی ہے تو اس پر چند ایک تبصرے ایسے اخبارات میں شائع ہوتے ہیں جن کی سرکولیشن محدود ہوتی ہے ۔اس کے بعد کتاب غائب ہو جاتی ہے ۔سچ یہ ہے کہ اسلامی ثقافت کو شعوری طور پر غیر موزوں بنانے کا نتیجہ یہ ہے کہ ناقدین نے زیادہ گہرائی میں جائزہ لینے کے بجائے اسی روایتی کام کو جاری رکھا جو پہلے سے ہو رہا تھا اور میڈیا نے اسلام اور مسلمانوں کے کارٹونوں کی اشاعت کو ہی اسلام شناسی سمجھ لیا۔

ایڈورڈ سعید نے اسلام کے حوالے سے مغرب اور مغربی میڈیا کے متعصّبانہ اندازِ فکروعمل کو جس حقیقت اور جرأت کے ساتھ تنقید کا نشانہ بنایاہے اس نے اگرچہ ایڈورڈ کو مغرب میں ایک متنازعہ شخصیت بنادیااور اسے تندوتیز تبصروں اور بے جا تنقید کا سامنا کرناپڑا مگر علمی و ادبی دنیا میں ایڈورڈ کوایک دیانت دار، بے باک اورحق گو مصنف اور ناقد کی حیثیت سے ہمیشہ یاد رکھاجائے گا، جس کی تحریروں کے بغور مطالعے سے اسلام کے حوالے سے مغرب اور مغربی میڈیا کے متعصّبانہ طرزِ عمل اور اس کے محرکات نہایت وضاحت کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔

حوالہ جات

1 Edward W. Said,Orientalism,Vintage Books,NewYork,1977,P11.

2. Edward W. Said,Islam Through Western Eyes,The Nation,April29.1980.

3- Edward W. Said The Question of Palestine,Routledge and Kegan Paul Ltd,Thetford, Norfolk,1988,Page xii.

4.Edward W. Said, The Question of Palestine, Routledge and Kegan Paul Ltd, Thetford, Norfolk,1988,Page14.

5. Edward W.Said,Covering Islam,Vintage Books,NewYork,1997,Pagevi.